فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں؟

جواب: جی ہاں، اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ توقیفی ہیں، ہم اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے نام نہیں رکھ سکتے۔ اللہ کے نام وہ ہیں، جو اس نے خود قرآن میں یا اس کے رسول نے احادیث میں ثابت کر دیئے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان ناموں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے، مخلوق کو ان کے متعلق آگاہی نہیں دی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (الأعراف : ۱۸۰)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾ (طٰہٰ : ۸)

''اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

(بني إسرائيل : ۱۱۰)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے

اچھے نام ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جو ان کو یاد کرلے گا، جنت میں داخل ہوگا۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٩٢، صحيح مسلم : ٢٦٧٧)

کتاب و سنت کی ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اوصاف کی وسعت کے حامل ان اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا ہر نام اس کی کمال عظمت پر دلیل ہے، اسی لیے یہ اچھے ہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

أَسْمَاؤُهٗ كُلُّهَا أَسْمَاءُ مَدْحٍ وَحَمْدٍ وَثَنَاءٍ وَتَمْجِيدٍ، وَلِذٰلِكَ كَانَتْ حُسْنٰى ، وَصِفَاتُهٗ كُلُّهَا صِفَاتُ كَمَالٍ .

''اللہ تعالیٰ کے تمام نام تعریف وثنا اور بزرگی کا پیکر ہیں، اسی لیے ان کو حسنیٰ کہا گیا ہے، اس کی تمام صفات بھی صفات کمال ہیں۔''

(مَدارج السّالكين : ١/١٤٤)

سوال: اللہ تعالیٰ کو ایشور، بھگوان وغیرہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ایشور اور بھگوان وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرنا درست نہیں، ایک تو اس لیے کہ یہ الفاظ غیر مسلموں کی اصطلاحات ہیں، وہ اپنے معبودوں کے لیے استعمال کرتے ہیں، دوسرا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ موجود ہیں، ان کے

ہوتے ہوئے ہمیں دوسرے ناموں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں، تیسرا یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی میں سے کسی نام کا ترجمہ ہے یا نہیں، اس بارے کچھ معلوم نہیں، ممکن ہے کہ ان ناموں میں غیر مسلموں کے مذہبی عقائد کی ترجمانی ہو۔اس لیے عافیت کا راستہ یہی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے پکاریں، جو اہل سنت میں رائج ہیں اور قرآن وحدیث وسلف امت سے ثابت ہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے ناموں پر بندوں کے نام رکھے جاسکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر بندوں کے نام نہیں رکھے جاسکتے۔مثلاً کسی کا نام ''اللہ'' یا ''الرحمٰن'' وغیرہ رکھنا ممنوع ہے۔البتہ اللہ تعالیٰ کے دیگر نام یا دیگر صفات پر مخلوق کے نام رکھنا جائز ہے، مگر اللہ کے نام اور صفات کے معنی وہ ہوں گے جو اس کی شایان شان ہے اور مخلوق کے ناموں کے معنی وہ ہوں گے، جو مخلوق کے لائق ہیں۔اللہ تعالیٰ کو ہر اچھی صف میں کمال حاصل ہے، جبکہ مخلوق کے لیے ایسا نہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ کے لیے ''الحی ، العلیم، السمیع'' وغیرہ کے نام استعمال ہوئے ہیں، جبکہ یہی نام مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں، تو معنی یہ ہوگا کہ جہاں یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کے معنی وہ ہیں، جو خالق کے شایان شان ہیں، یعنی صفتِ حیات، علم اور سمع وغیرہ باری تعالیٰ کے لیے صفاتِ کمال ہے کہ وہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا، ان میں ذرا بھر بھی تعطیل نہیں۔البتہ جہاں یہ الفاظ مخلوق کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کا وہ معنی مراد ہے، جو مخلوق کے شایان شان ہے، یعنی مخلوق بھی ''حی، علیم اور سمیع'' وغیرہ ہے، مگر وہ نہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف تھی اور نہ ہمیشہ رہے گی، جبکہ خالق باری تعالیٰ کے لیے ایسا نہیں ہے، وہ ان صفات سے ہمیشہ سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا۔لہٰذا

خالق کیلئے صفات کمال ہیں، جبکہ مخلوق کے لیے یہ صفات کمال نہیں ہیں۔

سوال: دوران استنجاء اللہ تعالیٰ کا نام لینا کیسا ہے؟

جواب: دوران استنجاء اللہ تعالیٰ کا نام یا ذکر کرنا جائز نہیں۔

❁ ابو وائل شقیق بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِثْنَتَانِ لَا یَذْكُرُ اللّٰهَ الْعَبْدُ فِیهِمَا : إِذَا أَتَی الرَّجُلُ أَهْلَهُ یَبْدَأُ فَیُسَمِّي اللّٰهَ، وَإِذَا كَانَ فِي الْخَلَاءِ .

''دو اوقات میں بندہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکتا، ایک بسم اللہ پڑھ کر اپنی بیوی کے پاس آ کر، دوسرا بیت الخلا کے وقت۔''

(مصنف ابن أبي شیبة : ١/١١٣، وسندهٗ صحیحٌ)

ابو وائل رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دوران مباشرت اور قضائے حاجت کے وقت ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: دوران نماز کسی شخص کو جواب دینے کے لیے بلند آواز سے کوئی ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: ہم بستری کے دوران میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا کیسا ہے؟

جواب: ہم بستری سے پہلے دعا پڑھی جائے، دوران ہم بستری ذکر الٰہی جائز نہیں۔

سوال: کیا حیض ونفاس میں اللہ کا ذکر جائز ہے؟

جواب: حیض ونفاس کے ایام میں سوائے قرآن کریم کی تلاوت کے، تمام اذکار کیے جا سکتے ہیں، مثلاً اذان کا جواب، اذکار مسنونہ، ادعیہ ماثورہ اور درود وغیرہ۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ .

''نبی کریم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 373)

اگرچہ تلاوتِ قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے، لیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنابت میں رسولِ اکرم ﷺ ذکر کی یہ صورت اختیار نہیں کرتے تھے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَتْ بِهِ الذِّكْرَ الَّذِي هُوَ غَيْرُ الْقُرْآنِ، إِذِ الْقُرْآنُ يَجُوزُ أَنْ يُسَمَّى الَّذِي ذُكِرَ، وَقَدْ كَانَ لَا يَقْرَؤُهُ وَهُوَ جُنُبٌ، وَكَانَ يَقْرَؤُهُ فِي سَائِرِ الْأَحْوَالِ .

''اس سے مراد تلاوتِ قرآن کے علاوہ ذکر ہے، اگرچہ قرآن کو بھی ذکر کہا جا سکتا ہے، لیکن آپ ﷺ حالتِ جنابت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ باقی حالات میں پڑھتے رہتے تھے۔''

(صحيح ابن حبّان : 82/3)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ إِذَا أُطْلِقَ لَا يُرَادُ بِهِ الْقُرْآنُ .

''اس حدیث میں جنبی کے لیے تلاوت قرآن کے جواز کی دلیل نہیں، کیونکہ جب ''ذکر اللہ'' کا لفظ مطلق بولا جائے، تو اس سے قرآن کریم مراد نہیں ہوتا۔''

(فتح الباري لابن رجب : 45/2)

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عید گاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔''

(صحيح البخاري: 981، صحيح مسلم: 890)

ثابت ہوا کہ حائضہ عورت مجالس وعظ میں شرکت بھی کر سکتی ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے نام یا صفات کی قسم کھائی جا سکتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا حرام ہے، خواہ نبی کریم ﷺ، خانہ کعبہ، امانت، جان و مال، جسم و روح وغیرہ کی ہو۔

❁ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ.

''اللہ نے آباواجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو، وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔''

(صحيح البخاري: 6646، صحيح مسلم: 1646)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔''

(صحيح مسلم : 1648)

امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❀ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

''جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

''جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھادے۔''

(الهِداية : 318/2، طبع بيروت)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔''

(البحر الرّائق : 311/4)

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت ساتھ ''سبحانہ وتعالیٰ'' کہنا ضروری ہے؟

(جواب): ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر ہے۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ کا نام ''احمد'' ہے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ کے ذاتی نام ''محمد'' اور ''احمد'' ہیں۔ اس کے علاوہ کئی صفاتی نام قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول حکایت کیا ہے:

﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (الصّف: ٦)

''میں اپنے بعد ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں، جن کا نام نامی اسم گرامی ''احمد'' ہوگا۔''

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ، الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ، الَّذِي لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

''میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے اللہ نے کفر کو مٹایا، میں حاشر ہوں، میرے بعد حشر قائم ہوگا، میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(المُعجَم الكبير للطّبراني: 1523، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْحَاشِرُ، وَالْمَاحِي، وَالْخَاتَمُ، وَالْعَاقِبُ.

”میں محمد، احمد، حاشر، ماحی، خاتم اور عاقب (ﷺ) ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد : 4/81، المعجم الكبير للطّبراني : 1563، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (2 /604) نے اس حدیث کو امام مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدُ وَأَحْمَدُ وَالْعَاقِبُ وَالْمَاحِي وَالْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِي، وَالْعَاقِبُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ.

”میرے کئی نام ہیں، میں محمد، احمد، عاقب، ماحی، حاشر (ﷺ) ہوں، حاشر اسے کہتے ہیں، جس کے بعد حشر قائم ہو اور عاقب کا معنی آخری نبی ہے۔“

(مسند البزّار : 3413، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بزار رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام کیا ہیں؟

جواب: اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، کیونکہ ان میں کمال عبدیت کا اظہار ہے۔ یاد رہے کہ ان ناموں کا فائدہ تب ہے، جب اس کے تقاضوں کے مطابق عقائد و اعمال کو اپنایا جائے، صرف نام رکھنے سے نجات نہیں، ورنہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی واصل جہنم نہ ہوتا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

”اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔“

(صحيح مسلم : 2132)

سوال: کیا ''محمد'' نام رکھنے کی فضیلت ثابت ہے؟

جواب: ''محمد'' نام رکھنے کے فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور پیغمبر کا نام نامی ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں آ کر آپ کے نام پر اپنے بچے کا نام رکھے، یہ محبت کا کمال اظہار ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے نام بجائے گندے لوگوں کے ناموں پر رکھنے کے، جناب محمد رسول اللہ ﷺ یا آپ کے پاک باز صحابہ کرام کے ناموں پر رکھیں، تا کہ ہمارے ناموں میں ہی ہمارے مذہب وعقیدے کی ترجمانی ہو۔

البتہ ایسی کوئی صحیح دلیل ہمارے علم میں نہیں کہ جس میں ''محمد'' نام رکھنے کی فضیلت یا خصوصیت بیان کی گئی ہو، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔ البتہ اس بارے میں عمومی دلائل موجود ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ پر درود کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے بے شمار فضائل وثمرات ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب: 56)

''اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، مومنو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو۔''

❀ امام مفسرین، امام طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يُّقَالَ : إِنَّ مَعْنٰى ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ يَرْحَمُ النَّبِيَّ،

وَتَدْعُو لَهُ مَلَائِكَتُهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ.

''اس آیت کا یہ معنی کرنا بھی ممکن ہے۔ اللہ نبی ﷺ پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔''

(تفسير الطّبري: 174/19)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ پر دُرود کا معنی آپ کی تعظیم ہے۔ ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں، تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ! محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں عظمت دینے سے مراد آپ کا ذکر بلند کرنا، آپ کا دین غالب کرنا اور آپ کی شریعت کو باقی رکھنا ہے، آخرت میں عظمت دینے سے مراد آپ کے ثواب میں اضافہ، آپ کی شفاعت قبول کرنا اور مقامِ محمود پر فائز کر کے آپ کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ربّ سے دُعا کرو کہ وہ آپ ﷺ کو عظمت عطا فرمائے۔''

(فتح الباري: 156/11)

❀ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَقِيتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي، وَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا.

''جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے خوش خبری سنائی، آپ کا رب فرماتا ہے: جو آپ پہ درود پڑھے گا میں اس پہ رحمت کروں گا، جو آپ پر سلام

کہے گا،اس پر سلامتی اتاروں گا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :550/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیّدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو رخ انور پر خوشی تمتما رہی تھی۔ عرض کیا: چہرے پر خوشی کے آثار ہیں؟ فرمایا: ایک فرشتے نے مجھے کہا: اے محمد! آپ کا رب کہتا ہے کہ خوش ہو جائیں، جو آپ پر درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں اتاروں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا، میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرماؤں گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 29/4، 30؛ سنن النّسائي : 1283، 1295؛ وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (915) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہما اللہ (الفتح الكبير للسّيوطي، ح : 142) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ عراقی رحمہ اللہ نے سند کو 'جید' قرار دیا ہے۔

(تخريج أحاديث الإحياء، ح : 1004)

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو

جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 153/4، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

درود وسلام پیغمبر اسلام سے اظہارِ محبت کا بے مثال ومنفرد انداز ہے، اس کے بے پناہ فوائد وثمرات بھی ہیں، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے چند ثمرات جلیلہ بیان کئے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری حاصل ہوتی ہے۔

② اللہ عز وجل کے ساتھ درود میں موافقت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا اور اللہ تعالیٰ کا درود مختلف معانی ومطالب رکھتا ہے۔ ہمارے درود کا معنی دعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد ثنا وشرف کا بیان ہے۔

③ فرشتوں کے عمل سے مطابقت نصیب ہوتی ہے۔

④ دس رحمتیں ملتی ہیں۔

⑤ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

⑥ نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ جاتی ہیں۔

⑦ دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

⑧ دعا قبول ہوتی ہے۔

⑨ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

(۱۰) درود گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

(۱۱) درود انسان کے غم واَلم کا مداوا ہے۔

(۱۲) درود پڑھنے والا روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوگا۔

(۱۳) تنگ دست کے لیے درود صدقہ کے قائم مقام ہے۔

(۱۴) درود انسانی ضروریات پوری ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۱۵) درود پڑھنے والوں کو رحمتِ الٰہی اور فرشتوں کی دُعا نصیب ہوتی ہے۔

(۱۶) تزکیہ نفس کا باعث ہے۔

(۱۷) موت سے پہلے جنت کی بشارت مل جانے کا سبب ہے۔

(۱۸) قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۱۹) مجلس پاکیزہ ہوجاتی ہے اور روزِ قیامت ایسی محفل حسرت نہیں ہوگی۔

(۲۰) درود شریف سے فقر وفاقہ ختم ہوجاتا ہے۔

(۲۱) درود پڑھنے والے کو بخل سے نجات ملتی ہے۔

(۲۲) رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے بندہ محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۲۳) درود آپ کو جنت کا راہی بناتا ہے۔

(۲۴) حمد وثنا اور درود سے شروع کیا جانے والا کلام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

(۲۵) درود برکت کا باعث ہے، ذات میں عمل اور عمر میں اور دیگر اسباب و مصالح میں، درود پڑھنے والا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے برکت کی دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بہر حال مستجاب ہے اور جنس کے موافق جزا دی جاتی ہے۔

(۲۶) درود رحمت کا ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ کا معنی یا تو رحمت ہے۔ یا رحمت صلوٰۃ کے

لوازم وموجبات میں سے ہے، بہر حال اس سے رحمت الٰہیہ درودخواں پر نازل ہوتی ہے۔

درود رسول اللہ ﷺ کی محبت کے دوام واضافے کا سبب ہے۔ یہ صفت مراتب ایمان میں سے ایک ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ انسان جس قدر زیادہ محبوب کا ذکر کرے، محبوب اور اس کی خوبیوں کو یاد رکھے گا اور ان مضامین کو جو محبت بھڑکا دینے والے ہیں پیش نظر رکھے گا، اسی قدر محبت بڑھے گی اور شوق کامل ہوگا۔ حتیٰ کہ تمام دل پر چھا جائے گا، لیکن جب ذکر چھوڑ دے اور اس کے محاسن کو دل میں جگہ نہ دے تب محبت کم ہو جاتی ہے۔

جس طرح محبوب کا دیدار آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اسی طرح محبوب کے محاسن کو یاد کرنا، دل کی تسکین کا سبب ہے۔ جب یہ صفت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے، تو زبان خود بہ خود مدح اور ثنا کرنے لگتی ہے اور محبوب کی تعریف بیان کرتی ہے۔ اس صفت میں کمی وبیشی اصل محبت کی کمی بیشی کے موافق ہے۔ چنانچہ حس ومشاہدہ اس پر شاہد ہے۔

درودخوانی انسان کی ہدایت اور حیات قلب کا سبب ہے۔ جس قدر زیادہ درود پڑھے گا اور ذکر مبارک اس کی زبان پر آئے گا۔ اسی قدر محبت بھی دل پر غالب آئے گی۔ یہاں تک کہ دل میں کوئی شے ایسی باقی نہ رہ جائے گی جو آپ کے اوامر کا معارضہ کرے یا آپ کی تعلیم پر شک ہونے دے۔ بل کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات اس کے دل پر روشن تحریر کے ساتھ لکھی جاتی ہیں اور جس قدر وہ آپ کے احوال میں غور کرتا ہے۔ اتنا ہی گویا لوح دل کی اس تحریر کو پڑھتا رہتا اور اس سے ہمیشہ ہدایت وفلاح اور انواع علوم کا اقتباس کرتا رہتا ہے۔ اب جس قدر اس کی بصیرت بڑھتی اور قوت معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر زیادہ درود شریف کو بڑھاتا رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل علم وعارفین سنت وہدایت نبوی اور متبعین احکام کی درودخوانی اور ہے،

جب کہ عام لوگوں کی درود خوانی اور قسم کی ہے۔ کیوں کہ انہیں جس قدر زیادہ تعلیم نبوی کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی، اسی قدر ان کی محبت بڑھتی جائے گی اور اسی قدر ان پر درود کی حقیقت جو اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے کھلتی جائے گی اور اس حقیقت کا عرفان ہوتا جائے گا۔

یہی حال ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا کہ جس قدر زیادہ بندوں کو عرفان ہوگا اور جس قدر زیادہ اس میں اطاعت اور محبت کا مادہ ہوگا۔ اسی قدر اس کے ذکر کو غافلین کے ذکر سے امتیاز حاصل ہوگا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے صرف خبر سے نہیں۔ دیکھیے، ایک تو وہ شخص ہے جو جوش محبت سے محبوب کی صفات کا ذکر اور اس کی ثناء و تمجید کرتا ہے جس کے دل پر محبت قبضہ کئے ہوئے ہے اور ایک وہ ہے جو صرف قرائن سے ذکر کرتا ہے یا ایسے لفظ بولتا ہے جن کے معنی وہ نہیں جانتا۔ وہ تعریف کرتا ہے مگر زبان کے ساتھ دل موافقت نہیں رکھتا۔ ان دونوں میں جو تفاوت ہوسکتا ہے، وہ ظاہر ہے۔ ٹھیک وہی فرق ہوگا جو اجرت پر رونے والی اور پسر مردہ پر رونے والی میں فرق ہوتا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے نام سننے پر درود پڑھنا واجب ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا نام لینے والے پر اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے۔ قرآن کا عموم اور بے شمار احادیث اس پر دلالت کناں ہیں۔

❁ علامہ ابوعبداللہ، حسین بن حسن، حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَظَاهَرَتِ الْأَخْبَارُ بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ كُلَّمَا جَرٰى ذِكْرُهٗ، فَإِنْ كَانَ يَثْبُتُ إِجْمَاعٌ يَّلْزَمُ الْحُجَّةَ بِمِثْلِهٖ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ فَرْضٍ؛ وَإِلَّا فَهُوَ فَرْضٌ .

”بہت سی احادیث دلالت کناں ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا تذکرہ ہو،

آپ پر درود پڑھنا فرض ہے۔ اگر اجماع سے ثابت ہو جائے کہ درود فرض نہیں، تو مستحب ہو جائے گا، ورنہ فرض ہی ہے۔''

(شُعَب الإيمان للبيهقي : 149/3)

سوال: کیا محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی کسی نبی کے نام پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے؟

جواب: ''صلی اللہ علیہ وسلم'' تمام انبیائے کرام کے لیے پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے، اس کا ثبوت متعدد احادیث میں موجود ہے، مثلاً؛

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

...... فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''......چنانچہ عیسیٰ بن مریم ﷺ آسمان سے اتریں گے۔''

(صحيح مسلم : 2897)

سوال: کیا مجلس میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے؟

جواب: طویل مجلس میں کم سے کم ایک بار درود پڑھنا واجب ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَّقْعَدًا لَّا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ، لِلثَّوَابِ .

''لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں، نہ درود پڑھیں تو یہ کوتاہی ان کے لیے روز قیامت باعث حسرت ہوگی۔ اگرچہ اعمال کی بنا پر جنت

میں داخل بھی ہو جائیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 463/2، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 409، 410، وسندہٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (591، 592) نے اس حدیث کو، حافظ منذری رحمہ اللہ (التّرغيب والتّرهيب : 410/2) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا قَوْمٍ جَلَسُوا فَأَطَالُوا الْجُلُوسَ، ثُمَّ تفَرَّقُوا قَبْلَ أَنْ يَّذْكُرُوا اللّٰهَ، وَيُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ.

''طویل مجلس اگر ذکر الٰہی اور درود کے بغیر برخواست ہو جائے، تو باعث حسرت ہوگی۔ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔''

(الصّلاة على النبيّ لابن أبي عاصم : 86، عمل اليوم واللّيلة لابن السنّي : 449، الدّعاء للطّبراني : 1924، المستدرك للحاكم : 496/1، شُعَب الإيمان للبيهقيّ : 1468، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعید طویل مجلس کے لئے ہے، نہ کہ چھوٹی مجلس۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً.

''جس مجلس میں ذکر الٰہی اور درود نہ ہو، وہ مجلس روز قیامت حسرت ہوگی۔''

(مسند الإمام أحمد : 453/2، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّا يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ.

''جس محفل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے، وہ روز قیامت ان کے لئے حسرت ہوگی۔ اگر چہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔''

(مسند أحمد بن منيع، نقلًا عن اتّحاف الخيرة المهرة للبوصيري : 6069، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ناصر السنۃ، علامہ، البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں:

''یہ حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث وضاحت کرتی ہیں کہ ہر مجلس میں اللہ سبحانہ کا ذکر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود فرض ہے۔ یہ حدیث کئی وجہوں سے اس پر دلالت کناں ہے:

اوّلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ''اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔'' ایسا صرف اسی فعل کے بارے میں کہا جا سکتا ہے، جسے کرنا فرض اور چھوڑنا گناہ ہو۔

ثانیاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ''اگر چہ وہ اعمال کی بنا پر جنت میں داخل ہو جائیں۔'' یہ الفاظ واضح ہیں کہ ذکرِ الٰہی اور درود کا تارک جہنم میں داخلے کا مستحق ہے، یہ اور بات کہ دوسرے اعمال اسے جنت میں لے جائیں۔

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس وعید سے خبردار رہے اور اپنی کسی مجلس میں ذکر الٰہی اور درود سے غافل نہ رہے۔ ورنہ یہ مجلس قیامت کے دن نقصان اور حسرت کا باعث ہوگی۔''

(سِلسِلة الأحاديث الصّحيحة وشيء من فِقْهِهَا وفوائدها :1/161)

سوال: اگر ایک مجلس میں بار بار نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے، تو کیا ہر بار درود پڑھنا واجب ہے یا ایک بار کافی ہے؟

جواب: جب بھی نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے، تو نام لینے والے اور سننے والوں پر ہر بار درود پڑھنا چاہیے، البتہ ایک بار بھی کافی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .

''میرا ذکر سن کر بھی جو درود نہیں پڑھتا، اس کی ناک خاک آلود ہو۔''

(مسند الإمام أحمد : 2/254؛ سنن التّرمذي : 3545؛ فضل الصّلاة على النبي للقاضي إسماعيل : 16، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (908) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .

''جو میرا ذکر سن کر مجھ پہ درود نہ پڑھے، وہ بخیل ہے۔''

(مسند أحمد : 1/201؛ سنن التّرمذي : 3546؛ فضل الصّلاة على النبي للإمام إسماعيل القاضي : 32؛ المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 1/549، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (3546) نے ''حسن صحیح غریب''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (909) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔